حضرت مولانا امین الحق صاحب خطیب شیخوپورہ

آخری قسط

# رسولِ کریم سے نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: ایسی خبر واحد جو مقرون بالقرائن ہے۔ مفید علم ہے۔ اور اسکی قسمیں ہیں ایک قسم یہ ہے کہ جس حدیث کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔ اور وہ حد تواتر تک نہیں پہنچتی مگر امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کی جلالت شان اور دوسرے حضرات ائمہ حدیث کے مقابلہ پر صحیح کی تمیز میں ان کا تقدم اور ان کی کتابوں کا اہل علم کی طرف سے تلقی بالقبول بخاری اور مسلم میں مذکورہ حدیث کیلئے مفید علم قرائن ہے۔ ائمہ حدیث کا بخاریؒ اور مسلمؒ کی کتابوں کو صحیح اور ثابت کی حیثیت سے تسلیم اور قبول کرنا خود افادہ علم میں محض کثرت طرق سے زیادہ قوی ہے۔[1]

حافظ ابن الصلاحؒ اپنی کتاب علوم الحدیث صـ۲۴ میں لکھتے ہیں۔ "جس حدیث پر بخاریؒ اور مسلمؒ کو اتفاق ہے اس کی صحت قطعی ہے اور ایسی حدیث سے علم یقینی نظری حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ امت کو بخاریؒ اور مسلمؒ کی حدیثوں کی صحت اور ثبوت پر اجماع ہے۔ اور امت اجماع میں خطا سے معصوم ہے۔" اور صرف ابن الصلاحؒ نے ایسا نہیں کہا ہے، بلکہ حفاظ کی ایک جماعت نے جیسے ابی اسحٰق الاسفرائینیؒ اور ابی حامد الاسفرائینیؒ اور قاضی ابی الطیبؒ اور شیخ ابی اسحٰق شیرازیؒ اور امام سرخسیؒ، قاضی عبدالوہاب مالکیؒ، ابی یعلیؒ اور ابی الخطابؒ اور ابن الزاغونیؒ میں اور ابن فورک اور اکثر اہل کلام اشعریہ سے اور کل اہل حدیث کو حافظ ابن الصلاحؒ کے ساتھ اتفاق ہے۔ کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثیں قطعی صحیح اور علم یقینی نظری کو مفید ہیں۔[2]

---

[1] الحدیث والمحدثین صـ۲۹۰ — [2] توجیہ النظر صـ۱۲۷

ائمہ حدیث کی مذکورہ تصریحات کے ہوتے ہوئے کالج کے اسلامیات کے صدر محترم نے علی الاطلاق خبر واحد کو مفید ظن بتلانے میں سراسر غلطی کی ہے۔ بلکہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی حدیثیں اور جو محتف بالقرائن ہیں قطعی صحیح اور علم یقینی نظری کو مفید ہیں۔

**حدیث عائشہؓ پر تنقید** | صدر محترم عمر احمد صاحب بخاری اور مسلم میں مذکورہ حدیث عائشہؓ پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ (اس کے بعد جب ہم حضرت عائشہؓ کی اس روایت کا جائزہ لیتے ہیں۔ تو یہ روایت کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ٹھہرتی۔ اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ سے حضور اکرمؐ کا نکاح سنہ ۱۲ بعثت میں ہوا تھا کیونکہ مشہور قول کے مطابق بعثت کے بعد تیرہ سال تک آنحضرتؐ مکہ میں رہے اور ہجرت سے تین سال پہلے حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا یعنی سنہ ۱۰ نبوت میں۔ اور دو سال تک آپ نے شادی نہیں کی۔ لہذا ۱۲ نبوۃ میں ہجرت سے ایک سال پہلے جب آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے نکاح فرمایا۔ تو اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر چھ سال تھی یعنی حضرت عائشہؓ کی پیدائش سنہ ۶ نبوت میں ہوئی تھی لیکن یہ بات بوجوہ غلط ہے۔

**پہلی وجہ** ___ سب سے پہلے تو یہ دیکھیے کہ اس کی تردید خود بخاری ہی کی ایک روایت سے ہو جاتی ہے جس میں خود حضرت عائشہؓ ہی فرماتی ہیں۔ کہ جب نبی کریمؐ پر مکہ میں بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامر۔ سورۃ القمر کی آیات نازل ہوئیں تو میں ان دنوں بچی تھی اور کھیلتی پھرتی تھی۔ سورۃ القمر تقریباً سنہ ۵ نبوۃ میں نازل ہوئی تھی۔ اگر سنہ ۵ نبوۃ میں حضرت عائشہؓ بچی تھیں اور کھیلتی پھرتی تھیں تو ان کی پیدائش سنہ ۶ نبوۃ میں کیسے ہو سکتی ہے۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ۵ نبوۃ میں حضرت عائشہؓ کی عمر کم از کم پانچ چھ سال کی ہو گی۔ کیونکہ اس سے کم عمر میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کھیلتی پھرتی ہوں۔ اور یہ سمجھ سکتی ہوں کہ یہ قرآن کریم کی آیات ہیں۔ اور بعد میں یہ واقعہ انہیں یاد بھی رہا ہو۔[1]

نوویؒ نے تہذیب الاسماء واللغات میں لکھا ہے کہ ہجرت سے دو یا تین سال قبل حضرت عائشہؓ کا نکاح ہوا تھا۔ اور اسی طرح حافظ ابن عبد البرؒ نے استیعاب میں لکھا ہے۔ ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ سنہ ۱۰ نبوۃ میں ہجرت سے تین سال قبل حضرت عائشہؓ کا نکاح ہوا تھا۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے سن میں مختلف اقوال ہیں۔

حافظ ابن عبد البرؒ نے استیعاب میں لکھا ہے کہ ابو عبیدہ معمر ابن المثنی کہتے ہیں کہ ہجرت

---

[1] ماہنامہ فکر و نظر مارچ ۱۹۹۲ء ص ۳۴

سے پانچ سال قبل حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی ہے۔ حضرت قتادہؒ کہتے ہیں۔ ہجرت سے تین سال پیشتر حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی ہے۔ ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ نبوۃ کے سات سال بعد حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی ہے۔ اور حضرت عائشہؓ کے ترجمہ میں حافظ ابن عبدالبرؒ نے لکھا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد اور ہجرت سے دو یا تین سال قبل چھ سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح ہوا تھا۔ اور ابن زبیرؒ فرماتے ہیں حضرت عائشہؓ کے اس ارشاد سے ابو عبیدہؒ کا یہ قول صواب ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہجرت سے پانچ سال قبل حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی ہے۔ اور اسی طرح حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں حضرت خدیجہؓ کی وفات کے سن کے بارہ میں مختلف اقوال لکھے ہیں۔ ابو عبیدہؒ اور ابن شہاب زہریؒ کے مذکورہ بیان کے مطابق حضرت خدیجہؓ کی وفات سنہ ۸ نبوۃ ثابت ہوتی ہے۔ اور حضرت عائشہؓ کے ساتھ رسالت مآبؐ کا نکاح دو سال کے بعد سنہ ۱۰ نبوۃ میں ہوا ہے۔

شعبہ اسلامیات کے محترم صدر کا یہ کہنا کتنا عجیب ہے کہ سنہ ۱۲ نبوۃ میں حضرت عائشہؓ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا تھا اور جب حضرت عائشہؓ کا یہ بیان ارباب ائمہ حدیث اور حفاظ روایت نے معتمد رواۃ کی روایت سے ظاہر فرمایا ہے کہ چھ سال کی عمر میں ہجرت سے تین سال پیشتر اور حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ام المؤمنینؓ کا نکاح ہوا تھا، تو پھر ادھر ادھر کی بے جوڑ باتوں سے صدر محترم سنہ ۱۲ نبوۃ میں حضرت عائشہؓ کے نکاح کیلئے اور سنہ ۶ نبوۃ میں ام المؤمنینؓ کی ولادت کیلئے بے معنی کھینچ تان کی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں۔ صدر محترم کا یہ کہنا قطعاً غلط ہے کہ سورۃ القمر تقریباً سنہ ۵ نبوۃ میں نازل ہوئی ہے اور حضرت عائشہؓ کی پیدائش سنہ ۶ نبوۃ میں ہوئی ہے۔

علامہ آلوسیؒ[1] اور حافظ ابن حجرؒ[2] لکھتے ہیں کہ شق القمر کا واقعہ تقریباً ہجرت سے پانچ سال قبل واقع ہوا ہے۔ ہجرت سے پانچ سال قبل صدر محترم کے کسی حساب میں سنہ ۵ نبوۃ ہوتا ہو تو ہوگا، مگر عام لوگوں کی زبان اور حساب میں ہجرت سے پانچ سال قبل کا سنہ ۸ نبوۃ ہوتا ہے۔ یا اس کے بعد سنہ ۹ نبوۃ بھی ممکن ہے اور حضرت عائشہؓ کی ولادت کے متعلق طبقات سعد میں

---

۱؎ روح المعانی سورۃ القمر ۲؎ فتح الباری ج ۶ باب سوال المشرکین ان یریہم النبیؐ۔

اسی طرح مذکور ہے کہ سنہ ۳ نبوۃ کے بعد نبوۃ کے چوتھے سال کی ابتداء میں حضرت عائشہؓ کی ولادت ہوئی ہے۔ اور دوسرے حضرات نے سنہ ۵ نبوۃ کے بعد نبوۃ کے پانچویں سال میں حضرت عائشہؓ کی ولادت بتلائی ہے۔ ان دونوں قول کے مطابق سنہ ۱۰ نبوۃ میں نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر چھ سال یقیناً پوری ہوتی ہے۔ جیساکہ حضرت عائشہؓ کا بیان بخاریؒ مسلمؒ اور دوسرے محدثین نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت آپکی عمر چھ سات سال تھی۔ جب معتمد اور ثقہ رواۃ سے حضرت عائشہؓ کا مذکورہ بیان ثابت ہوتا ہے۔ تو صدر محترم کو سنہ ۶ نبوۃ میں حضرت عائشہؓ کی ولادت اور سنہ ۱۲ نبوۃ میں آپ کے نکاح کو بتلانے میں کیوں اصرار ہے اور کیا فائدہ ہے۔

**مقالہ نگار کا بے جا تعجب** صدر محترم نے سنہ ۶ نبوۃ میں حضرت عائشہؓ کی ولادت کا اختراع کیا اور اس کے ساتھ سنہ ۸ نبوۃ میں سورۃ قمر کا نزول تراشا ہے اور اس پر یہ تفریع کر دی کہ سنہ ۸ نبوۃ میں سورۃ قمر کے نزول کے وقت حضرت عائشہؓ بچی تھیں اور کھیلتی پھرتی تھیں اور یہ سمجھ سکتی تھیں کہ آپ نے قرآن شریف کی آیات سنی ہیں اور یہ واقعہ یاد رہا ہے۔ یہ تمام مقدمات اپنی جگہ غلط ہیں۔ سنہ ۶ نبوۃ میں حضرت عائشہؓ کی ولادت نہیں ہوئی اور سنہ ۸ نبوۃ میں سورۃ قمر کا نزول نہیں ہوا ہے۔ حضرت عائشہؓ کی ولادت سنہ ۳ نبوۃ کے بعد سنہ ۴ نبوۃ میں ہوئی یا سنہ ۵ نبوۃ میں ہوئی ہے اور سورۃ قمر کا نزول ہجرت سے تقریباً پانچ سال پیشتر سنہ ۸ نبوۃ کے اخیر یا سنہ ۹ نبوۃ کی ابتداء میں ہوا ہے۔ سنہ ۸ نبوۃ یا سنہ ۹ نبوۃ سورۃ قمر کے نزول کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر تقریباً پانچ سال کی ہونی چاہیے۔ ایسی عمر میں بچوں کے کھیلنے پر کیا تعجب ہوتا ہے۔ اور سورۃ قمر کی آیات یاد رہنے پر کیوں تعجب کیا جائے جبکہ آپ کو اپنے کھیلنے کا وقت یاد رہا۔ نیز بخاری کی جس حدیث کا صدر محترم نے اس غرض کیلئے حوالہ دیا ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سورۃ قمر کی مذکورہ آیات نازل ہوئیں اور میں بچی تھی، کھیل رہی تھی، ام المؤمنینؓ کے اس بیان میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس نے یہ ظاہر اور ثابت کیا ہے کہ سورۃ قمر کی آیات کے نزول کے وقت حضرت عائشہؓ وہاں موجود تھیں اور انہوں نے ان آیات کو خود سنا ہے، بلکہ یہ ہوسکتا ہے کہ ام المؤمنینؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا اپنے والد ابوبکر صدیقؓ سے بطور مرسل کے یہ روایت کیا ہو کہ سورۃ قمر کی مذکورہ آیات مکہ میں اتری ہیں اور میں اس وقت بچی تھی کھیلتی تھی، جیساکہ حضرت انسؓ اور ابن عباسؓ سے بخاری میں شق القمر کے واقعہ کی روایت مذکور ہے مگر

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت حضرت انسؓ کی عمر چار پانچ سال کی تھی اور آپ مدینہ منورہ میں تھے۔ اور حضرت ابن عباسؓ کی ابھی ولادت بھی نہیں ہوئی تھی، مگر بطور مرسل کے ان دونوں حضرات صحابہؓ نے شق القمر کا واقعہ روایت کیا ہے۔ اگر صدر محترم کو حضرت ابن عباسؓ کی اور حضرت انسؓ کی اس روایت پر اعتراض نہیں ہے کہ ابن عباسؓ نے اپنی پیدائش سے پہلے کے واقعہ کو کیسے روایت کیا اور جس واقعہ کے وقت حضرت انسؓ کم سن تھے، اور موجود نہیں تھے۔ اس کو حضرت انسؓ کیسے بیان کرسکتے ہیں۔ تو حضرت عائشہؓ نے اپنی کمسنی کے کسی واقعہ کو مذکورہ حضرات صحابہؓ کی طرح اگر بطور مرسل روایت کیا ہے تو اس پر تنقید اور اعتراض کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

**حدیث پر تنقید کی دوسری وجہ** حضرت عائشہؓ کے اس واقعہ پر کہ رسالت مآب سے آپ کا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا تھا۔ صدر محترم کی تنقید کی پہلی وجہ آپ نے پڑھ لی ہے۔ اب صدر محترم کی تنقید کی دوسری وجہ بھی پڑھ لیجئے۔ صدر محترم لکھتے ہیں حضرت عائشہؓ حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے عمر میں پانچ سال چھوٹی تھیں۔ تعمیر کعبہ کے سال حضورؐ کی پینتیس سال کی عمر میں حضرت فاطمہؓ کی پیدائش ہوئی ہے۔ طبقات ابن سعد میں لکھا ہے۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا خانہ کعبہ کی تعمیر کے سال نبوۃ سے پانچ سال قبل حضرت فاطمہؓ کی پیدائش ہوئی تھی۔ اور حضرت علیؓ کی ولادت اس سے پہلے ہوئی ہے۔ اور اس کے آگے حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کے عنوان کے تحت صدر محترم لکھتے ہیں (لیکن اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ مذکورہ بیانات سے خود حضرت فاطمہؓ اسکی مدعی ہیں کہ ان کی عمر حضرت علیؓ سے زیادہ تھی۔ حضرت علیؓ کی عمر بعثت کے وقت بالاتفاق دس سال تھی اور محمد بن سائب کلبی کے قول کے مطابق حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی وفات پینتیس سال کی عمر میں ہوئی۔ اس حساب سے آپ کی پیدائش بارہ سال قبل از نبوۃ ہوئی چاہئے اور کلبی کی اس روایت سے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے اس بیان کی توثیق اور تائید ہو جاتی ہے۔[1]

صدر محترم مذکورہ تفصیل میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی ولادت نبوۃ سے پانچ سال قبل ہوئی اور حضرت عائشہؓ آپ سے پانچ سال عمر میں چھوٹی تھیں۔ اس سے حضرت عائشہؓ کی ولادت سنہ نبوۃ میں ہونی چاہئے۔ یا حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی ولادت بارہ سال قبل از نبوت ہوئی ہے۔ اور حضرت عائشہؓ پانچ سال عمر میں آپ سے چھوٹی تھیں اس سے حضرت عائشہؓ کی ولادت

---

[1] فکر و نظر مارچ ۱۹۶۴ء صفحہ [illegible]

چھ سات سال قبل از نبوۃ ہونی چاہیئے۔ اور اس سے ان کی غرض یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کی عمر نکاح کے وقت بارہ سال یا اٹھارہ سال کی تھی اور رخصتی کے وقت سترہ یا انیس سال آپ کی عمر ہونی چاہیئے۔ اہل علم کیلئے اس سے زیادہ عجوبہ چیز دوسری نہیں ہے کہ محمد بن سائب کلبی اور طبقات ابن سعد کی مکذوبہ روایات کی بدولت بخاریؒ اور مسلمؒ کی روایتوں پر صدر محترم نے تنقید کرنے کی مثال قائم کی ہے۔

محترم صدر نے طبقات ابن سعد سے جن روایتوں کا ذکر کیا ہے، ضروری ہے کہ ان روایتوں کی سند کے رواۃ پر تحقیق کی جائے تاکہ آپ خود یہ فیصلہ کر سکیں کہ ایسے مخدوش رواۃ کی روایات پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اور ایسے مجروح رواۃ کی روایات کے مقابلہ پر امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے معتمد ثقہ متقن رواۃ کی روایات کا چھوڑنا معقول ہونا چاہیئے ---- حضرت عباسؓ کے نام سے محترم صدر نے جس روایت کا حوالہ دیا ہے وہ طبقات ابن سعدؒ میں ذیل کی سند سے مذکور ہے۔

اخبرنا محمد بن عمر حدثنا ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی سبرۃ عن یحیی بن
شبل عن ابی جعفر

حضرت ابن عباسؓ کے اثر کی سند میں یہ مذکورہ رواۃ ہیں۔ ان میں سے آپ ایک ایک کو پڑھ لیجئے۔ مذکورہ سند میں پہلا راوی محمد بن عمر واقدی ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں واقدی کذاب ہے۔ ابن معینؒ فرماتے ہیں واقدی ثقہ نہیں ہے۔ بخاریؒ اور ابو حاتمؒ فرماتے ہیں۔ واقدی متروک ہے۔ امام نسائی ابن المدینیؒ فرماتے ہیں واقدی وضاع ہے، روایتیں گھڑتا ہے۔[۱]

حافظ ابن تیمیہؒ نے الصارم المسلول میں لکھا ہے واقدی جب کسی روایت میں منفرد ہوتا ہے تو وہ قابل احتجاج نہیں ہے۔ دوسرا راوی اس روایت میں ابوبکر بن عبد اللہ ہے۔ بخاریؒ نے کہا ہے ابوبکر بن عبد اللہ ضعیف ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں ابوبکر بن عبد اللہ وضاع ہے روایتیں گھڑ لیتا ہے۔ نسائیؒ فرماتے ہیں متروک ہے ابن معینؒ فرماتے ہیں، اسکی روایت کوئی شے نہیں ہے۔[۲]

اور اس روایت کا تیسرا راوی یحیی بن شبل مجہول ہے۔ کیا جس روایت کے رواۃ جھوٹے وضاع اور مجہول ہیں ایسے رواۃ کی روایت پر یقین کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عباسؓ نے پانچ سال قبل از نبوۃ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی پیدائش نکالی ہے اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو عمر نی تھا کہ آپ حضرت علیؓ

---

[۱] فکر و نظر ج ۵ ص ۳۳ [۲] میزان الاعتدال [۳] میزان الاعتدال

سے عمر میں بڑی ہیں۔ اور سنہ قبل از نبوۃ حضرت علیؓ کی ولادت سے پہلے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی ولادت ہو چکی تھی۔ اور کیا اس قسم کے وضاع اور کذاب اور مجہول رواۃ کی روایت کو یہ مقام دیا جاسکتا ہے کہ اسکی مدد سے بخاری اور مسلم کی روایت پر تنقید کی جائے اور بخاری اور مسلم کی روایت کے مقابلہ پر اسکو ترجیح دی جائے۔ جس روایت کو صدر محترم نے اپنے ثبوت میں نقل کیا، اور اس میں حضرت عباسؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا بیان مذکور تھا اس جھوٹی اور خانہ ساز روایت کی حقیقت آپ نے پڑھ لی ہے۔ صدر محترم نے محمد بن سائب کلبی کے بیان کو کہ پینتیس سال کی عمر میں حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی وفات ہوئی ہے۔ اور بارہ سال قبل از نبوۃ آپ کی ولادت ہوئی ہے، اپنی تائید میں نقل کر دیا ہے۔ اس لئے ہمیں محمد بن سائب کلبی کی شخصیت معلوم کرنی ضروری ہے۔

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کلبی کی روایت سے بچتے رہو اور میں اسکی روایت کو اس لئے لیتا ہوں کہ میں اس کے جھوٹ اور سچ کو جانتا ہوں ابن معینؒ اور امام مہدیؒ نے کلبی کی روایت کو چھوڑ دیا ہے۔ یزید بن زریع فرماتے ہیں کلبی سبائی ہے۔ اعمشؒ فرماتے ہیں فرقہ سبائیہ سے بچو ان کو لوگ کذابین کے نام سے جانتے ہیں۔ ابن حبانؒ فرماتے ہیں کلبی سبائی ان لوگوں میں سے ہے جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے وفات نہیں پائی ہے۔ دنیا میں واپس آنے والے ہیں۔ ابو عوانہؒ فرماتے ہیں مجھ سے کلبی نے کہا جبریلؑ حضورؐ کے پاس وحی لائے تھے۔ مگر رسالت مآبؐ خلا تشریف لے گئے تھے تو جبریلؑ نے حضرت علیؓ کو وحی سنا دی۔ امام جوزجانیؒ وغیرہ حضرات نے کہا کلبی جھوٹا ہے۔ دار قطنیؒ کہتے ہیں کلبی متروک ہے اور دین میں اس کا مسلک اور اس کا جھوٹ اس قدر ظاہر ہے کہ اس کے بیان اور وصف کی ضرورت نہیں ہے۔

شعبۂ اسلامیات کے محترم صدر کے ممدوح کلبی کے یہ ذمائم اہل علم نے بیان فرمائے ہیں کیا اسکی روایت قابل اعتماد ہو سکتی ہے۔ اور صدر محترم کی تحقیق اور مطالعہ کا عزیز اور گرانقدر سرمایہ محمد بن سائب کلبی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قماش کے انسان کی روایت کی مدد سے بخاریؒ اور مسلمؒ کی صحیح اور ثابت روایات پر تنقید کرنا کالج کے شعبۂ اسلامیات کے صدر کا بڑا ظلم اور ناحق شناسی ہے۔ کوئی دانا انسان شعبۂ اسلامیات کے صدر کی مذکورہ روایات پر اعتماد نہیں کرے گا۔

حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی ولادت | حافظ ابن عبد البرؒ لکھتے ہیں ابن السراج نے فرمایا میں نے

عبداللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر ہاشمی سے سنا فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنہ ۴۱ میں حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی ولادت ہوئی ہے۔ اور نوویؒ نے لکھا ہے کہ واقعہ احد کے بعد سنہ ۲ھ میں حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا نکاح ہوا ہے۔ اور نکاح کے وقت آپکی عمر پندرہ سال اور پانچ ماہ کی تھی۔ اور اسی طرح قدرے تفصیل کے ساتھ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی ولادت بعثت سے کچھ عرصہ پیشتر تقریباً ایک سال پہلے ہوئی ہے اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ حضرت عائشہؓ سے تقریباً پانچ سال عمر میں بڑی تھیں۔ ان حضرات حفاظ علم و حدیث کی مذکورہ روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی ولادت سنہ ۴۱ مولد نبوی بعثت سے کچھ پیشتر ہوئی ہے۔ اس حساب سے حضرت عائشہؓ کی ولادت سنہ ۴ نبوۃ یا سنہ ۵ نبوۃ میں ثابت ہوتی ہے اور ہجرت سے دو سال پیشتر نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر چھ سال کی ظاہر ہوتی ہے۔ یہی صحیح اور ثابت روایات ہیں اور اسی پر اعتماد ہے۔

**حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی وفات** طبقات ابن سعد میں مذکور ہے کہ ہجرت کے گیارہویں سال رمضان شریف کے مہینہ میں آپ کی وفات ہوئی ہے۔ حافظ ابن عبدالبرؒ نے لکھا ہے مدائنیؒ نے فرمایا رمضان شریف کے مہینہ میں سنہ ۱۱ھ ۲۹ سال کی عمر میں حضرت فاطمۃ الزہراؓ نے وفات پائی اور لکھا ہے کہ زبیر بن بکار نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن حسن بن حسین ہشام بن عبدالملک کے پاس تشریف لے گئے اور ہشام کے پاس کلبی بیٹھا ہوا تھا، ہشام نے عبداللہ بن حسن سے کہا وفات کے وقت حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی عمر کتنی تھی۔ آپ نے فرمایا تیس سال۔ ہشام نے کلبی سے بھی یہی سوال کیا، اس نے جواب میں کہا پنتیس سال۔ عبداللہ بن حسن نے فرمایا امیر المومنین مجھ سے میری ماں کے بارہ میں پوچھئے اور کلبی سے اسکی ماں کے متعلق پوچھئے۔ عبداللہ بن حسن نے ہشام کے روبرو کلبی کے اس کہنے کی تکذیب کی کہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ نے پنتیس سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔ اور صدر محترم کلبی کے بیان کو اپنے دعویٰ کی تائید اور توثیق میں نقل کرتے ہیں۔ تحقیق کا یہ انداز بھی نرالا ہے کہ جس مخدوش کی بات جس کے سامنے رد کر دی گئی تھی اس کو تائید میں پیش کیا جائے۔

**حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ** حضرت عائشہؓ کی مذکورہ حدیث پر تنقید کی تیسری

---

۱۔ الاصابہ ۲۔ الاستیعاب

وجہ میں شعبہ اسلامیات کے صدر محترم نے حضرت اسماءؓ اور حضرت عائشہؓ کی عمر کی نسبت کو اپنے دعویٰ کیلئے دلیل بنایا ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ اور اکمال فی اسماء الرجال کے حوالے سے صدر محترم نے یہ لکھا ہے کہ حضرت اسماءؓ نے ۷۳ھ میں اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر کے قتل کے بعد وفات پائی ہے۔ اور یہ اپنی بہن حضرت عائشہؓ سے دس سال بڑی تھیں اور ابو نعیم کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت اسماء کی ولادت ہجرت سے ۲۷ سال پہلے ہوئی تھی اور ان کی پیدائش کے وقت آپ کے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عمر کچھ اوپر بیس سال کی تھی اور صدر محترم نے ان حوالہ جات کا یہ نتیجہ ظاہر کیا ہے ..... ان تصریحات سے ظاہر ہے کہ حضرت اسماءؓ کی پیدائش چودہ سال قبل نبوۃ میں ہوئی تھی۔ کیونکہ ۷۳ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے تو انکی عمر سو سال تھی لہذا انکی پیدائش ۲۷ سنہ قبل ہجرت اور ۱۴ سنہ قبل نبوۃ میں ہونی چاہیئے۔ یہ حضرت عائشہؓ سے دس سال بڑی تھیں، لہذا حضرت عائشہؓ کی پیدائش ۴ سنہ قبل نبوۃ میں ہونی چاہیئے۔ اور ۱۰ سنہ نبوۃ میں جبکہ ان کا نکاح ہوا ہے ان کی عمر سولہ سال ہونی چاہیئے۔ ان تمام شہادتوں سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر سولہ سترہ سال سے کسی طرح کم نہیں تھی ..... [1]

صدر محترم نے پہلے کی طرح اپنے دعویٰ کے اثبات کیلئے تاریخ سے کچھ نقل کر دیا ہے۔ مگر اس کا اندازہ نہیں لگایا کہ ان شہادتوں میں کچھ وزن بھی ہے۔

صدر محترم اسی بحث میں پہلے یہ لکھ چکے ہیں کہ حضرت عباسؓ کے قول کے مطابق کعبہ کی تعمیر کے سال نبوۃ سے پانچ سال پیشتر حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی ولادت ہوئی ہے۔ اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پینتیس سال کی تھی، اور صدر محترم یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ حضرت عائشہؓ بالاتفاق حضرت فاطمہؓ سے پانچ سال چھوٹی تھیں۔ اگر صدر محترم کا یہ کہنا درست ہے تو حضورؐ کے مولد کے اکتالیسویں اور نبوۃ کے پہلے سال حضرت عائشہؓ کی ولادت ہونی چاہیئے تاکہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی عمر کے اعتبار سے حضرت عائشہؓ کی عمر پر پانچ سال کا اضافہ ثابت اور قائم رہے۔ لیکن اس کے ساتھ صدر محترم کا یہ کہنا غلط ثابت ہوگا کہ حضرت عائشہؓ کی پیدائش نبوۃ سے چار سال پہلے ہونی چاہیئے اور آپ کی یہ شہادت بیکار ثابت ہو جائیگی کہ نکاح کے

---

[1] فکر و نظر مارچ ۱۹۶۳ء صفحہ ۷۶۹

وقت حضرت عائشہؓ کی عمر سولہ سترہ سال سے کسی طرح کم نہیں تھی۔ کیونکہ نبوۃ کے پہلے سال سے نبوۃ کے دس سال یا نبوۃ کے بارہ سال تک سولہ سترہ سال کی عمر نہیں پوری ہوتی اور اگر صدر محترم کی یہ شہادت ثابت اور قائم ہے کہ نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر سولہ سترہ سال سے کسی طرح کم نہیں تھی اور نبوۃ سے چار سال پہلے آپ کی پیدائش ہوئی، تو پھر صدر محترم کا یہ کہنا سراسر غلط ثابت ہوتا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ حضرت عائشہؓ سے پانچ سال عمر میں بڑی تھیں اور آپکی پیدائش کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پینتیس سال کی تھی۔ کیونکہ جب حضرت عائشہؓ کی پیدائش ۴ھ قبل از نبوۃ تسلیم کی گئی تو حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی پیدائش ۹ھ قبل از نبوۃ ہونی چاہئے اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پینتیس سال کی بجائے اکتیس سال ہونی چاہئے۔۔ نیز صدر محترم اپنی شہادت میں یہ ظاہر کر چکے ہیں کہ حضرت اسماءؓ حضرت عائشہؓ سے عمر میں دس سال بڑی تھیں اور حضرت اسماءؓ کی ولادت کے وقت صدیق اکبرؓ کی عمر کچھ اوپر بیس سال کی تھی۔ صدر محترم کی یہ شہادت اس پہلو سے بھی قابل غور ہے کہ صدیق اکبرؓ کی ولادت حضورؐ کی ولادت سے عام الفیل کے بعد دو سال چھ ماہ یا تقریباً تین سال کے بعد ہوئی ہے اور تریسٹھ سال کی عمر میں ۱۳ھ میں آپ نے وفات پائی ہے۔ اور بقول نوویؒ حضرت اسماءؓ کی ولادت کے وقت صدیق اکبرؓ کی عمر اکیس سال کی تھی اور صدر محترم کے حسب تحریر اس وقت صدیق اکبرؓ کی عمر کچھ اوپر بیس سال کی تھی اور جب حضرت اسماءؓ حضرت عائشہؓ سے عمر میں دس سال بڑی ہیں تو حضرت عائشہؓ کی ولادت کے وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عمر تیس اکتیس سال ہونی چاہئے اور رسالت مآب صدیق اکبرؓ سے ڈھائی تین سال عمر میں بڑے ہیں تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تقریباً تینتیس چونتیس سال ہونی چاہئے اور پینتیس سال کی عمر میں بقول صدر محترم بالاتفاق حضرت فاطمہؓ کی ولادت ہوئی، اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ بالاتفاق حضرت عائشہؓ سے عمر میں پانچ سال بڑی ہیں تو آپ سوچیں کہ حضورؐ کی عمر تیس اکتیس سال کی تھی کہ حضرت عائشہؓ پیدا ہوئیں اور حضورؐ کی عمر پینتیس سال ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی ولادت ہوئی ہے۔ اس حساب سے صدر محترم کی مسلمہ شہادت سے حضرت عائشہؓ کا حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے دو سال بڑا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے صدر محترم کی اس شہادت کا مسترد کر دینا ضروری ہے۔ کیونکہ علماء کا بالاتفاق اور محترم کا مسلمہ نظریہ کہ حضورؐ کی پینتیس سال کی عمر میں حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی ولادت ہوئی اور آپ حضرت عائشہؓ سے پانچ سال عمر میں بڑی تھیں غلط ثابت ہوتا ہے۔ اور صحیح سالم قائم نہیں رہتا۔ اس لئے یقیناً ہمیں

کہنا پڑتا ہے کہ صدر محترم کو حضرت اسماءؓ کی عمر کے بارہ میں دھوکا لگتا ہے۔ اور یقیناً کسی صورت سے بھی یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ حضرت عائشہؓ سے حضرت اسماءؓ عمر میں دس سال بڑی تھیں اور صدر محترم نے اسد الغابہ کے حوالہ سے اور ابو نعیم کے نام سے یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت اسماءؓ کی پیدائش ہجرت سے ستائیس سال پہلے ہو چکی تھی یعنی ہجرت کے وقت آپ کی عمر ستائیس سال تھی۔ لیکن ابو نعیم نے صرف اس قدر نہیں کہا ہے کہ ہجرت کے وقت آپکی ستائیس سال عمر تھی، بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ ہجرت سے چوہترویں سال کے اوائل تک زندہ رہیں۔

اگر صدر محترم ابو نعیم اصفہانی کی مذکورہ بات کو ضرور تسلیم کرنا چاہتے ہیں تو پھر اسکی بات پوری تسلیم کریں یہ تو مناسب نہیں کی آدھی بات تسلیم کرتے ہیں اور آدھی کا انکار کرتے ہیں۔ اور ۷۳ھ کو حضرت اسماءؓ کا سن وفات قرار دیتے ہیں۔ اگر ہم ابو نعیم کی حسب تحریر محترم عمر احمد صاحب کے اس ذکر کو صحیح تسلیم کریں کہ حضرت اسماءؓ کی پیدائش چودہ سال قبل نبوۃ ہوئی ہے۔ اور ہجرت کے سال آپ کی عمر ۲۷ سال کی تھی۔ تو محترم صدر کے حسب تحریر ابو نعیم نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ حضرت اسماءؓ کی پیدائش کے وقت ابوبکر صدیقؓ کی عمر تقریباً چوبیس سال ہونی چاہئے۔ اور ابو نعیم کا یہ کہنا ہے اور صدر محترم اسکو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت اسماءؓ کی پیدائش کے وقت آپ کے والد کی عمر اکیس سال سے بھی کم تھی —— غرض یہ کہ صدر محترم کی یہ تاریخی شہادت تاریخ کے اعتبار سے سخت مجروح ہے۔ اگر ہم مذکورہ تاریخی شہادۃ کے ایک پہلو کو تسلیم کرتے ہیں تو اس کا دوسرا پہلو مجبوراً چھوڑنا پڑتا ہے۔ اور اس سے ہم کسی قطعی اور یقینی نتیجہ پہ نہیں پہنچتے۔ لہذا انسب اور سلامتی کا طریقہ یہ ہے۔ کہ صدر محترم کی پیش کردہ تاریخی شہادت سے صرف نظر کیا جائے اور بخاریؒ مسلمؒ اور دوسرے محدثین کی کتابوں میں حضرت عائشہؓ کے مذکورہ بیان پر پورا اعتماد کیا جائے کہ نکاح کے وقت آپکی عمر چھ سات سال کی تھی۔

**ابن کثیرؒ اور اکمال کا حوالہ** اس قدر لکھنا درست ہے کہ صاحب مشکوٰۃ نے اکمال فی اسماء الرجال میں قبلی کہہ کر حضرت اسماءؓ کے ترجمہ میں لکھ دیا ہے کہ حضرت اسماءؓ اپنی بہن حضرت عائشہؓ سے دس سال عمر میں بڑی تھیں۔ اور ۷۳ھ میں سو سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی ہے۔ اور اسی طرح ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے۔ لیکن صاحب مشکوٰۃ نے اکمال فی اسماء الرجال میں حضرت عائشہؓ کے ترجمہ میں اسطرح لکھا ہے —— سنہ نبوۃ میں ہجرت سے تین سال قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہؓ کا نکاح ہوا اور ۲ھ میں حضرت عائشہؓ کی رخصتی ہوئی اور نو سال تک

آغوش نبوۃ میں رہیں اور حضور کے تشریف سے جانے کے وقت اٹھارہ سال آپ کی عمر تھی۔ اور اسیطرح حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایۃ میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی چھ سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا اور نو سال کی عمر میں آپکی رخصتی ہوئی لہذا ہمیں یہ سمجھنا چاہیئے کہ حافظ ابن کثیرؒ اور صاحب مشکوٰۃ اس نظریہ کو صحیح تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہؓ کی عمر نکاح کے وقت سولہ یا سترہ سال کی تھی اور حضرت اسماءؓ دس سال آپ سے عمر میں بڑی تھیں ورنہ حضرت عائشہؓ کے ترجمہ میں یہ حضرات اس علم وفکر کے خلاف ہرگز نہ لکھتے جو حضرت اسماءؓ کے بارہ میں اور آپ کے ترجمہ میں لکھنے سے حضرت عائشہؓ کے متعلق سمجھا گیا تھا۔ اس لئے کہ ایک مصنف ایک ہی واقعہ کے متعلق ایک تصنیف میں دو متضاد رائے قائم نہیں کرتا اور نہ ایک لہجہ میں دو متضاد علوم کو روایت کرتا ہے۔ کوئی تعجب نہیں ہے کہ ان حضرات کے کان میں جو بات پڑ گئی تھی کہ حضرت اسماءؓ حضرت عائشہؓ سے عمر میں دس سال بڑی ہیں۔ اسکو لکھ دیا اور حقیقت حال یہ ہو کہ کہنے والے نے یہ کہنا چاہا ہو کہ حضرت اسماءؓ حضرت عائشہؓ سے عمر میں بیس سال بڑی تھیں عشرین کی جگہ یا تو کہنے والے کی زبان سے عشرہ نکل گیا ہے یا سننے والے نے عشرین کی جگہ عشرہ سنا ہے۔

**یہ روایت کہاں سے آئی ہے۔** محترم صدر اس بحث میں غیر ضروری باتوں میں دور دور تک پہنچے ہیں اور اس تگ ودو میں مارے مارے پھرے ہیں کہ کسی تنکے کا سہارا مل جائے اور نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر سولہ سترہ سال ظاہر کردیں۔ مگر اس طرف قطعاً کوئی توجہ نہیں کی ہے کہ یہ کہنے والا کون ہے کہ حضرت اسماءؓ حضرت عائشہؓ سے دس سال عمر میں بڑی تھیں۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس صاحب نے یہ بتایا ہے کہ حضرت اسماءؓ حضرت عائشہؓ سے عمر میں دس سال بڑی ہیں، وہ کون ہے۔؟

نوویؒ تہذیب الاسماء واللغات میں لکھتے ہیں ـــ دمشق کی تاریخ میں مذکور ہے ابن ابی الزناد فرماتے ہیں حضرت اسماءؓ حضرت عائشہؓ سے دس سال عمر میں بڑی تھیں ـــ نوویؒ کی اس تحریر نے یہ ظاہر کیا کہ اس روایت کی انتہا یہ ہے کہ ابن ابی الزناد نے یہ بات کہی ہے۔ اور اس کے نقل کرنے والے ابن عساکرؒ ہیں۔ ہمیں یہ معلوم کر لینا چاہیئے کہ منقولات میں ابن عساکرؒ نے صحیح منقولات کے نقل کرنے کا التزام کیا ہے یا جو بھی سامنے آیا ہے اس کو لکھ دیا ہے۔ اسیطرح ابن ابی الزناد نے صحیح روایات کے روایت کرنے کا التزام کیا ہے یا جسطرح کی روایت بھی ہو اسکو روایت

کرتے ہیں، اور کیا ابن ابی الزناد خود عادل ضابط اور ثقہ راوی ہے یا ائمہ روایت اس کے متعلق اچھی رائے نہیں رکھتے۔

حافظ ابن تیمیہؒ کتاب الاستغاثۃ المعروف الرد علی البکری" کے اوائل میں، لکھتے ہیں:۔

(لیکن جو لوگ منقولات کو جمع کرتے ہیں ان میں ایسے حضرات ہیں کہ وہ غالب حالات میں صحیح اور ضعیف میں تمیز کر سکتے ہیں۔ جیسے ابوداودؒ دارقطنیؒ خطیبؒ ابونعیم بیہقیؒ وغیرہ حضرات۔ لیکن پھر بھی کتابوں میں غرائب منکرات اور احادیث موضوعہ کو روایت کرتے ہیں اسی طرح خطیبؒ ابن جوزیؒ ابن عساکرؒ وغیرہ حضرات اپنی تاریخ میں منکرات اور موضوعات کو جانتے ہوئے بھی روایت کرتے ہیں۔)

حافظ ابن تیمیہؒ کی جلالت قدر سب کو مسلم ہے۔ حافظ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ابن عساکرؒ کی تاریخ میں منکر اور موضوع روایات موجود ہیں۔ اس لئے اس پہ کوئی تعجب نہ کرنا چاہئے کہ ابن عساکرؒ کی تاریخ میں مذکورہ روایت کہ حضرت اسماءؓ حضرت عائشہؓ سے دس سال عمر میں بڑی ہیں۔ منکر اور موضوع ہے۔ ابن عساکرؒ کی ولادت ۴۹۹ھ میں ہوئی ہے۔ اس لئے ابن عساکرؒ خود براہ راست حضرت اسماءؓ اور حضرت عائشہؓ کی عمر کے بارہ میں کچھ نہیں جانتے۔ البتہ آپ نے کسی دوسرے سے روایت کیا ہوگا۔ اور جس سے روایت لی ہے۔ اس کا نام ابن ابی الزناد بتلایا ہے۔ اس لئے ہمیں یہ معلوم کر لینا چاہئے کہ ابن ابی الزناد صاحب کون ہیں۔ اور روایات کی نقد و بصیرت میں اس کا پایہ کیا ہے۔

ابن ابی الزناد کا نام عبدالرحمٰن بن ابی الزناد ہے۔ ۱۷۴ھ میں بغداد میں آپ نے وفات پائی۔ ابن معینؒ فرماتے ہیں ابن ابی الزناد ضعیف ہے۔ یحییٰ بن سعید القطانؒ نے فرمایا ابن ابی الزناد کوئی شئے نہیں ہے۔ اس سے احتجاج کرنا صحیح نہیں ہے۔ اور اسی طرح ابوحاتمؒ نے فرمایا ہے۔ نسائیؒ نے ضعیف کہا ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں۔ ابن ابی الزناد مضطرب الحدیث ہے۔ کبھی کچھ روایت کرتے ہیں اور کبھی کچھ۔ ابن المدینیؒ آپ کو ضعیف بتلاتے ہیں۔ امام مالکؒ نے آپ کی روایت میں کلام کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب۔ میزان الاعتدال)

ابن ابی الزناد کے متعلق ائمہ جرح و تعدیل کی جو رائے تھی وہ آپ کے سامنے ہے۔ کیا ایسے مجروح ناقابل احتجاج اور مضطرب الحدیث راوی کی روایت سے امام بخاریؒ امام مسلمؒ جیسے جلیل القدر ائمہ حدیث کی صحیح اور ثابت روایت کے مقابلہ پہ احتجاج کرنا اور اس کو سند سمجھنا صحیح

اور مقبول ہو سکتا ہے۔ اگر کالج کے شعبۂ اسلامیات کے صدر محترم کچھ بھی انصاف کریں تو وہ ہرگز پسند نہیں کریں گے کہ ناقابلِ احتجاج اور مضطرب الحدیث ضعیف ابن ابی الزناد راوی کی روایت کی مدد سے امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کی صحیح اور ثابت روایت پر تنقید کی جائے۔ بفرض محال اگر ابن ابی الزناد کی مذکورہ روایت کو ہم صحیح تسلیم کرلیں تو اس کے مطابق ہجرت کے سال حضرت عائشہؓ کی عمر سترہ سال ہونی چاہیئے۔ اور ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں حضرت عائشہؓ کی وفات کے سال آپ کی کل عمر ۷۴، یا ۷۵ سال ہونی چاہیئے۔ اور علمائے سیر و اخبار کو اتفاق ہے کہ ۵۷ھ میں یا ۵۸ھ میں وفات کے سال حضرت عائشہؓ کی عمر ۶۵ یا ۶۶ سال کی تھی۔ اس سے بھی ابن ابی الزناد کی مذکورہ روایت قابلِ تسلیم ثابت نہیں ہوتی ہے۔

غرض یہ کہ امتِ محمدیہ کے اہلِ علم اور ائمہ حدیث کو اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عائشہؓ کی نکاح کے وقت چھ سال عمر تھی اور قبل از بلوغ لڑکے یا لڑکی کے نکاح کرنے کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے علی حسب المراتب اولیا کو حق دیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کے اصول اور مسائل کی حفاظت اور حمایت کیلئے ہمیشہ ایسے اہلِ علم کو قائم رکھے کہ وہ اللہ کے دین کی تبلیغ اور دعوت میں کسی لالچ اور حرص کے شکار نہیں ہوتے اور کسی طرح کے جبر اور استبداد سے ان کی زبانیں گنگ نہیں ہوتیں اور فقر و غربت سے نہیں گھبراتے اور اللہ کی ذات پر توجہ رکھتے ہیں۔ اور کسی کی دولت اور ثروت پر توجہ نہیں کرتے اور دنیا کی ہر طرح کی تکلیف اور ایذا کو برداشت کریں گے۔ مگر اللہ کے دین کی تبلیغ و دعوت اور تعلیم و تفہیم میں ثابت قدم اور مردِ میدان رہتے ہیں۔ ایسے حضرات اربابِ علم سے اسلامیات کی اہم خدمات انجام دینے کی توقع رکھنی چاہیئے اور دین کے معاملات ایسے حضرات اربابِ اوصاف پر کامل اور پورا اعتماد رکھنا ضروری ہے۔


**مسئلہ خلافت و شہادت**

شہادت حضرت حسینؓ، مسئلہ خلافت اور مقام صحابہؓ پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ کی ایک بلند پایہ تقریر جو بیش قیمت اضافوں اور ترتیب و نظرثانی کے بعد شائع کی گئی ہے۔ صفحات ۱۰۴۔ ایک روپیہ کے ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔ ایک کتاب وی۔پی نہیں کی جائے گی۔

شعبہ نشر و اشاعت دارالعلوم حقانیہ۔ اکوڑہ خٹک